علم فقہ میں مصنوعی ذہانت کا کردار: تقابلی اور تنقیدی مطالعہ

مولفین: مرتضی کشاورزی ولدانی، علی محمدیان

خلاصہ

مصنوعی ذہانت (AI) ایک نیا موضوع ہے جسے ہم مختلف علوم بشمول علم فقہ میں استعمال کر سکتے ہیں کیونکہ مصنوعی ذہانت (AI) نے انسانی رویے کے تجزیے اور کنٹرول میں نئی صلاحیتیں پیدا کی ہیں اور انسانوں کی انفرادی اور اجتماعی زندگی پر اس کے گہرے اثرات مرتب ہو رہے ہیں، اس لیے شارع مقدس کے مقاصد کے ساتھ اس کے تعلق کے بارے میں نئے سوالات پیدا ہو رہے ہیں لہٰذا، نظریاتی لحاظ سے موضوع کے نیا ہونے کے باوجود، مصنوعی ذہانت (AI) کو سمجھنے اور انسانی اور اسلامی علوم کے ساتھ اس کے تعلق کی وضاحت کرنے کی ضرورت ہے۔

موجودہ مقالہ میں اس بات کا جائزہ لیا گیا ہے کہ دینی علوم اور خاص کر علم فقہ یا اسلامی قانون میں کس طرح سے مصنوعی ذہانت سے فائدہ حاصل کیا جا سکتا ہے اور نتیجہ اخذ کیا گیا ہے کہ فقہ کم از کم تین شعبوں میں مصنوعی ذہانت (AI) کے اعداد و شمار سے فائدہ اٹھا سکتا ہے:

۱- فقہی مسائل کے موضوع کی شناخت کے سلسلے میں؛
۲- اخلاقی تعلیمات کے ساتھ فقہی احکام کو منطبق کرنے کے سلسلے میں؛
۳- جدید اور مستحدثہ مسائل کے لوازمات اور تقاضوں کو سمجھنے کے سلسلے میں۔

کلیدی الفاظ: اخلاق، فقہ، جدید مسائل، موضوع کی شناخت، مصنوعی ذہانت (AI)

مقدمہ

بہت سے مفکرین موجودہ دور کو معلومات کی دنیا اور معلوماتی عالمی گاؤں میں داخلے کا دروازہ سمجھتے ہیں۔ اس دور میں، ذرائع ابلاغ اور انفارمیشن ٹیکنالوجی کی سب سے نمایاں کامیابی انٹرنیٹ کی ترقی اور توسیع ہے۔ اس نیٹ ورک کی ناقابل تصور اور بڑھتی ہوئی رسائی نے بہت سی سرحدوں کو عبور کر لیا ہے اور انسانوں کی زندگی کے مختلف پہلوؤں پر گہرے اثرات مرتب کیے ہیں۔ یہ تبدیلیاں اور ارتقاء شاید کسی اور چیز سے زیادہ، علم کے مختلف شعبوں کو اپنی لپیٹ میں لے چکے ہیں اور ایک طرح سے علم کے دامن کو پکڑ چکے ہیں۔ یہاں تک کہ انفارمیشن ٹیکنالوجی نے یونیورسٹی کی فضا میں علم کے تبادلے کے روایتی طریقے کو بدل دیا ہے اور نئے طریقے پیش کیے ہیں۔

ڈیجیٹل معلومات (Digital Data) کے ظہور کے ساتھ، مختلف شعبوں جیسے کہ تحقیق اور تعلیم وتدریس کا طریقہ، معلوماتی وسائل اور اعداد و شمار اور تحقیقی امور میں شاندار تبدیلیاں آئی ہیں۔ انٹرنیٹ کے ظہور نے علم کے وسائل تک رسائی کو عالمی بنا دیا ہے۔ اس طرح کہ آج کل محققین اور دانشور آسانی سے مختلف طریقوں سے معلومات حاصل کر سکتے ہیں اور اب جغرافیائی اور مکانی حدود علم تک رسائی میں رکاوٹ نہیں سمجھی جا سکتیں۔ شاید آج اس بات سے انکار ممکن نہیں کہ انفارمیشن ٹیکنالوجی سے سائنسی اور یونیورسٹی کی تحقیقات ماضی کے مقابلے میں زیادہ درست اور موثر ہو گئی ہیں کیونکہ مسئلہ حل کرنے اور معلومات کے تجزیہ اور پروسیسنگ کی مہارتیں ان اعداد و شمار کی روشنی میں جو ہر وقت آسانی سے افراد کو دستیاب ہوتے ہیں، کم دشواری کے ساتھ ممکن ہیں۔

اس دوران، انسانی اور اسلامی علوم بھی ٹیکنالوجی کے اثر سے محفوظ نہیں رہے اور یہ دعویٰ کیا جا سکتا ہے کہ دین اور ثقافت، جدید انفارمیشن ٹیکنالوجی اور آلات کے تعامل سے بے شمار فوائد اور منافع حاصل کر سکتے ہیں۔ ان نئی ٹیکنالوجیز میں سے ایک مصنوعی ذہانت (AI) ہے، جس کی روز افزوں ترقی نے دنیا کو متاثر کیا ہے اور یہ اب بھی ترقی اور پیشرفت کے مراحل میں ہے کیونکہ یہ مختلف ایپلی کیشنز (Applications) اور سمارٹ ڈیوائسز (Smart Devices) کا استعمال کرتی ہے۔ مشین لرننگ (Machine Learning)، جو آج کل کی دنیا میں تیزی سے مقبول ہو رہی ہے، کمپیوٹر سائنس کی تحقیق کا ایک موضوع اور عملی انٹیلیجنس کی ایک اہم شاخ ہے، اور اس کا بنیادی مقصد نئی ٹیکنالوجیز

کی ترقی ہے جو الگورتھم اور پروگرامنگ کے طریقوں کی مدد سے پروسیسنگ ڈیوائسز (Processing Devices) کو نئی زبانیں اور افعال سیکھنے کی اجازت دیتی ہیں اور اس کے نتیجے میں زیادہ ذہین بن جاتی ہیں۔

الہیات اور اسلامی علوم کے میدان میں شاید یہ دعویٰ زیادہ مبالغہ آمیز نہ ہو کہ مصنوعی ذہانت (AI) بتدریج مذہبی حکمرانی اور انسانی طرز زندگی کو بدل دے گی اور یہاں تک کہ اس ٹیکنالوجی میں مابعد الطبیعیات کے موضوع کو بھی متاثر کرنے کی صلاحیت موجود ہے اور یہ بعید نہیں کہ معاصر انسان کا خدا اور آخرت کے بارے میں نقطہ نظر بھی تبدیل ہو جائے لہٰذا، الہیات کے مصنوعی ذہانت (AI) کے ساتھ تعلق پر توجہ دینا ایک بہت ہی گہری اور وسیع غور و فکر کی بحث ہے۔

موجودہ تحریر، مصنوعی ذہانت (AI) کے بارے میں خطرے کے نقطہ نظر سے ہٹ کر اور اس بات کو تسلیم کرتے ہوئے کہ اس ٹیکنالوجی میں ممکنہ طور پر دینداری کے سلسلے میں خطرات بھی ہو سکتے ہیں، الہیات کی ایک خاص شاخ، یعنی علم فقہ، جو مومنین کے عملی طرز زندگی کی وضاحت کا ذمہ دار ہے، اس کے تعامل کی مختلف صورتوں کا ایک جائزہ پیش کرنے کی کوشش کرتی ہے اور فقہ اور مصنوعی ذہانت (AI) کے درمیان ممکنہ تعاملات کو اپنی تحقیق کا محور بناتی ہے۔

ایسی تحقیق کی ضرورت کے بارے میں یہ کہنا ضروری ہے کہ آج کی دنیا کے مسائل کی پیچیدگی اور کثیر الجہتی نوعیت کی وجہ سے، سائنسی سرگرمیاں روایتی شکل میں، جیسا کہ ماضی میں صرف ایک ہی شعبے (یہاں علم فقہ) کی مداخلت سے انجام دی جاتی تھیں، موجودہ دور میں بہت سے معاملات میں جوابدہ نہیں ہو سکتیں کیونکہ ایک طرف یہ فرض کیا جاتا ہے کہ امامیہ فقہ میں رائج اور مقبول نقطہ نظر کے مطابق، علم فقہ کی وسعت تمام انسانی زندگی کو شامل ہے، اور دوسری طرف انسان اور انسانی معاشرے کے مختلف پہلو ہیں، اور کسی مسئلے کو حل کرنے کے لیے علم فقہ کے ساتھ ساتھ قانون، سوشیالوجی، نفسیات وغیرہ جیسے متعدد فنون میں مہارت کی ضرورت ہے، اور روایتی طریقوں سے مختلف پیچیدہ اور متنوع مسائل کا جواب دینا اور حل کرنا اب ممکن نہیں ہے۔

موجودہ تحقیق الہیات اور اسلامی علوم کے میدان میں کی گئی بیشتر تحقیقات کی طرح، توصیفی اور تحلیلی نوعیت کی ہے اور لائبریری کے وسائل اور روایتی میراث اور فقہی تحریری ذرائع کی جانب

رجوع کرنے کے بعد منظّم کی گئی ہے، جس میں ضروری ذرائع اور حوالوں کی شناخت، ان کا مطالعہ اور جائزہ، ان کا اطلاق اور استخراج، درجہ بندی اور ترتیب شامل ہے اور پھر اسے تحریر کیا گیا ہے۔

تحقیق کے سابقہ کام کے بارے میں یہ کہنا ضروری ہے کہ معتبر معلوماتی ذرائع کا جائزہ اس بات کی نشاندہی کرتا ہے کہ قدرتی اور تجرباتی علوم کے میدان میں اب تک مصنوعی ذہانت (AI) اور ان علوم میں اس کے استعمال کے بارے میں متعدد تحقیقات کی جاچکی ہیں لیکن ان علوم کے سلسلے میں جو کسی نہ کسی طرح اسلامی علوم سے متعلق ہیں اور جن میں زیرِ بحث موضوعات کی جڑیں اور ماخذ دینی ہیں، بہت کم تحقیق ہوئی ہے۔

مثال کے طور پر، ایک مقالہ بعنوان " قرآن کے نقطۂ نظر سے مصنوعی ذہانت کی انسانی ذہن سے مقابلہ کرنے کی صلاحیت[۱]" میں قرآن مجید کی انسان شناسی کی بنیادوں کا مصنوعی ذہانت (AI) کے عمومی نظریاتی اصولوں کے ساتھ موازنہ کیا گیا ہے۔ اس سلسلے میں ایک فقہی مقالہ بھی لکھا گیا ہے اور مصنف نے فقہی دلائل اور مستندات کی روشنی میں بطور قاضی مصنوعی ذہانت (AI) کے استعمال کی ممکنہ کامیابی کے ایک کیس اسٹڈی پر توجہ مرکوز کی ہے[۲]۔

جیسا کہ واضح ہے، مذکورہ بالا مقالات زیادہ تر ایک خاص موضوع کے گرد لکھے گئے ہیں جو ایک طرح سے کیس اسٹڈی شمار ہوتے ہیں لیکن موجودہ تحریر، فقہ اور مصنوعی ذہانت (AI) کے درمیان تعلق کی نوعیت اور ان دونوں کے درمیان ممکنہ تعاملات کا بنیادی طور پر مطالعہ کرنے کی کوشش کرے گی؛ ایسا معاملہ جو اب تک کسی آزاد تحقیق کا موضوع نہیں بنا ہے۔

۱- تشکری، ابوذر، بررسی توان رقابت ہوش مصنوعی باذہن انسان از منظر قرآن، قرآن شناخت، ش ۱۰، ۵، ۲۰

۲- طباطبائی، سیدہ فاطمہ و بینش بہ نیا، اللہ، حکم تکلیفی بہ کارگیری ہوش مصنوعی بہ عنوان قاضی از منظر فقہ امامیہ، حقوق اسلامی، ص ۶۹ و ۹۲

فقہ میں مصنوعی ذہانت (AI) کے استعمال کی ضرورت کی وضاحت

دینی معاشرے میں پیدا ہونے والے نئے مسائل کی وسعت اور اس کے لئے دینداروں کو عملی احکام کی ضرورت ایک طرف، اور روزمرہ کی ضروریات کا جواب دینے اور تمدن سازی کی طرف پیش قدمی کے لیے علم فقہ کی ذمہ داری دوسری طرف، متنوع فقہی موضوعات پر ماہرانہ نظر ڈالنے کا تقاضہ کرتی ہے۔

مزید وضاحت کے لیے یہ کہنا ضروری ہے کہ ماضی میں فقہ اور شریعت، زندگی کی سادگی اور اس کی عدم وسعت کے پیش نظر، زیادہ تر انفرادی زندگی کے دائروں پر نظر رکھتی تھی لیکن موجودہ دور میں زندگی میں شاندار تبدیلی اور ارتقاء آیا ہے اور مختلف نظاموں نے انسانوں کی زندگیوں پر سایہ ڈالا ہے جیسے کہ معاشی نظام، تربیتی نظام، ثقافتی نظام، سیاسی نظام، شہری منصوبہ بندی، معماری وغیرہ، جن میں سے ہر ایک کے چھوٹے ذیلی نظام ہیں۔ اب یہ سوال اٹھتا ہے کہ کیا اسلام نے ایک مکمل دین کے طور پر ان مختلف نظاموں کے لیے جن سے ہماری زندگی وابستہ ہے، کوئی ذمہ داری مقرر کی ہے یا نہیں؟ اگر قدیم ادوار میں ہمارا سوال یہ تھا کہ افراد کے ایک دوسرے یا خدا کے مقابلے میں کیا فرائض ہیں، تو آج ان سوالوں کے ساتھ یہ سوال بھی اٹھتا ہے کہ ایک مہذب معاشرے پر خدا اور دوسروں کے مقابلے میں کیا ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں۔

مثال کے طور پر، اس سوال کا مناسب جواب دیا جانا چاہیے کہ ثقافت کے میدان میں معاشرے پر کیا ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں، اور اس سوال کے جواب میں فقہ پر ایک خصوصی اور علمی نظر کی ضرورت واضح ہوتی ہے۔ شیخ مطہری ان ممتاز مفکرین میں سے ہیں جنہوں نے اس سلسلے میں واضح طور پر اپنی رائے بیان کی ہے۔ ان کا عقیدہ تھا کہ تقسیم کار کی ضرورت، حالیہ دور کی ضروریات میں سے ہے جس نے خاص طور پر گزشتہ سو سال سے اہم مقام حاصل کیا ہے اور اس صورتحال کا سامنا کرتے ہوئے فقہاء کو یا تو فقہ کی ترقی کو روکنا ہوگا یا مسائل پر ماہرانہ نظر ڈالنے کی ضرورت کو تسلیم کرنا ہوگا[۱]۔

۱- مطہری، مرتضی، آشنایی باعلوم اسلامی، ص ۱۰۳

واضح ہے کہ مصنوعی ذہانت (AI) اس سلسلے میں فقاہت اور اجتہاد کے عمل کی تکمیل کر سکتی ہے بلکہ یہ دعویٰ کیا جا سکتا ہے کہ صحیح اور موثر اجتہاد جامع اور وسیع النظری اور اس سلسلے میں مختلف علوم تخصصی اعداد و شمار کے استعمال کی روشنی میں ممکن ہوگا۔ اس لئے مصنوعی ذہانت (AI) فقہی موضوع شناسی کے لیے ایک آلہ و وسیلہ ہو سکتی ہے کیونکہ نئے موضوعات اپنی بے پناہ پیچیدگی کی وجہ سے ٹیکنالوجی کے ذریعے ان کی خاص شناخت کے محتاج ہیں اور فقیہ، فقہی حکم کے استنباط میں ٹیکنالوجی کو ایک آلے کے طور پر استعمال کر سکتا ہے۔

مصنوعی ذہانت (AI) اور فقہی موضوع کی شناخت

کسی پر یہ پوشیدہ نہیں کہ اجتہاد کے عمل میں منظّم اور متحرک استنباط کے لئے، چار گانہ دلائل (کتاب، سنت، اجماع، عقل) کے منابع پر مکمل عبور کے علاوہ حکم کے موضوع کی شناخت بھی بہت اہم ہے۔ مزید وضاحت کے لیے یہ کہنا ضروری ہے کہ فقیہ استنباط کے عمل میں کم از کم دو عناصر سے روبرو ہوتا ہے: موضوع اور حکم۔ موضوع، حکم سے پہلے ہے اور دوسرے لفظوں میں وہ حکم کی علت شمار ہوتا ہے لہٰذا جب تک فقیہ، موضوع کی درست شناخت نہیں کر لیتا، اس وقت تک کوئی قابل اعتماد حکم اخذ نہیں کر سکتا ہے۔

یہ بات واضح ہے کہ فقیہ کا علم موضوع کے بارے میں جتنا وسیع اور اپنے زمانے کے رائج علوم سے اس کی واقفیت جتنی زیادہ ہوگی، وہ موضوعات کی شناخت میں اتنا ہی کامیاب ہوگا اور اس راستے سے اپنے استنباط میں بھی زیادہ درست عمل کرے گا۔ یہاں شرعی حکم کے موضوع سے مراد وہ قیود اور شرائط ہیں جن پر شرعی حکم عائد ہوتا ہے اور حکم کا وقوع پذیر ہونا موضوع کے وقوع پذیر ہونے اور متحقق ہونے پر موقوف ہے[۲]۔

مزید وضاحت کے لیے یہ کہنا ضروری ہے کہ ایک مسلمان انسان جو اسلام کے مطابق اپنی زندگی کو منظّم کرتا ہے، وہ انسانی علم کی کامیابیوں سے بے پرواہ نہیں رہ سکتا اور نہ ہی انہیں نظر انداز کر سکتا ہے۔

۱- نائینی، محمد حسین، فوائد الاصول (ج ۴) ص ۳۸۹

۲- مظفر، محمد رضا، اصول الفقہ (ج ۱) ص ۱۹۴

لہٰذا اس کے لیے یہ جاننا اہم ہے کہ اسے کن سوالوں کے لیے دوسرے علوم کی مدد لینی چاہیے۔

اس حد بندی کے لیے کئی عوامل کو مد نظر رکھنا ضروری ہے، جن میں سب سے اہم موضوعات کو سمجھنے کا طریقہ ہے، کیونکہ فقہ اگرچہ احکام کے اظہار سے متعلق ہے لیکن احکام موضوعات کے تابع ہیں اور موضوع کی شناخت کے بدل جانے سے حکم بدل سکتا ہے۔ مثال کے طور پر اگر میت کے پوسٹ مارٹم کو میت کی بے حرمتی سمجھا جائے تو اس کا حکم حرمت ہے لیکن اگر یہ موضوع اس پر نافذ نہیں ہوگا تو حکم بھی بدل جائے گا۔

موضوع کو سمجھنے کے لیے مہارت اور علم رکھنے والے افراد اپنی رائے دیں اور اس مرحلے میں ہم فقہ کی طرف نہیں جا سکتے۔ اس لیے یہ مان لینا چاہیے کہ موضوع کو سمجھنا بنیادی طور پر علم فقہ سے باہر ہے اور اسے انسانی علم جیسے طب، سماجیات، نفسیات وغیرہ کے ذریعہ سمجھنا چاہیے۔ اس طرح فقہ اپنے حدود میں کام کرے گا اور سائنس کو بھی اپنے حدود میں ابھرنے اور متحرک ہونے کا موقع ملے گا۔

ایک اور مثال جس کا ذکر کیا جا سکتا ہے وہ بلوغت کا مسئلہ ہے جس پر فقہاء کے درمیان اختلاف ہے۔ مشہور فقہاء نے اس مسئلہ کی بعض روایات پر غور کرتے ہوئے لڑکوں کے لیے بلوغت کی عمر کو ۱۵ سال اور لڑکیوں کے لیے ۹ مکمل قمری سال قرار دیا ہے[۱]۔ تاہم، بعض علماء نے، اس بات پر غور کرتے ہوئے کہ تجرباتی اور طبّی نتائج سے معلوم ہوتا ہے کہ اس عمر میں قدرتی بلوغت خاص طور پر لڑکیوں کے لئے بہت کم واقع ہوتی ہے، لہٰذا اس کے حکم میں شک کیا ہے۔

واضح ہے کہ مذکورہ مسئلہ میں صرف ایک علم (فقہ) کے اعداد و شمار سے استفادہ نہیں کیا جا سکتا، اور اس میدان میں انسانوں کی جینیاتی تشکیل نیز حیاتیاتی اور جغرافیائی حالات پر غور کرنے کی ضرورت ہے، اور ان پر تبصرہ کرنا فقہ کے علاوہ دیگر علوم کی ذمہ داری ہے، اور فقہا کے لیے ضروری ہے کہ وہ مختلف مسائل کو مد نظر رکھیں۔

بہر حال، جو بات واضح ہے وہ یہ ہے کہ بہت سے مسائل ایسے ہیں جن کا جواب کسی ایک علم کی بنیاد پر نہیں دیا جا سکتا ہے اور اس سلسلے میں مختلف علوم مثلاً میڈیکل سائنس،، ماہرین نفسیات اور ماہرین سماجیات کی آراء کو بھی مد نظر رکھا جانا چاہیے لہٰذا ایسے معاملات میں فقیہ کے سامنے دو راستے ہیں: پہلا

۱- نجفی، محمد حسن، جواہر الکلام (جلد ۱۶) ص ۲۶

حل یہ ہے کہ وہ خود موضوعات کی شناخت کرے اور اپنی رائے دے اور دوسرا حل یہ ہے کہ نئے مسائل کے تنوع کی وجہ سے جس میں مختلف قسم کے علوم اور مہارتوں کی ضرورت ہوتی ہے، اور چونکہ فقیہ سب سے پہلے فقہ کا ماہر ہوتا ہے اور اسے علم نفسیات یا دیگر علوم میں مہارت نہیں ہوتی ہے اس لیے دوسرے علوم کے ماہرین کی آراء کو مد نظر رکھتے ہوئے فتویٰ جاری کرے۔ یہ واضح ہے کہ دوسرے طریقہ زیادہ معقول ہے اور مذہب کے مفادات کو بھی بہتر طور پر پیش کرے گا۔

ان بحثوں سے جو نتیجہ نکلتا ہے وہ یہ ہے کہ اجتہاد کے عمل میں موضوع کے شناخت کو بہت اہمیت حاصل ہے اور یہ کہ کسی موضوع کے بارے میں عمومی علم ہونا کافی نہیں ہے لہٰذا دیگر علوم جیسے معاشیات، طب، عمرانیات، نفسیات کا فقہ کے ساتھ تعامل علم فقہ پر اثر انداز ہوتا ہے اور یہ علوم، احکام کو سمجھنے میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ درحقیقت، بہت سے معاملات میں احکام کی صحیح تفہیم ایسے مفروضوں پر مبنی ہے جن کا دوسرے علوم میں جائزہ لینا ضروری ہے، اور ان معاملات میں احکام کو مختلف علوم کے امتزاج سے حاصل کیا جاتا ہے۔ شرعی احکام کے استنباط اور دریافت کرنے کے عمل میں فقیہ اور علم فقہ کو سب سے پہلے نئے موضوعات کے بارے میں آگاہی اور معلومات حاصل کرنے کی ضرورت ہے۔

اس تناظر میں، مصنوعی ذہانت فقیہ کے لیے کچھ ایسی معلومات فراہم کرسکتی ہے جو موضوع کے شناخت کے لئے ضروری ہے ۔ یہ واضح ہے کہ بہت سے مضامین کثیر جہتی اور پیچیدہ ہیں۔ بہت سے مسائل مثال کے طور پر معاشرتی مسائل ایسے ہیں کہ اگر مجتہد اس موضوع کو صحیح طور پر نہ سمجھے تو جو حکم وہ دے گا وہ اس کے ذہنی موضوع سے متعلق ہوگا اور اس کا حقیقی دنیا اور معاشرے کی حقیقت سے کوئی تعلق نہیں ہوگا۔

جب موضوع کے سمجھنے میں غلطی ہوگی تو ظاہر ہے کہ اس سے متعلق حکم بھی غلط ہوگا۔ اس لیے فقیہ کو چاہئے کہ مصنوعی ذہانت کی مدد سے اپنے اجتہاد کو چست اور متحرک بنائے لہٰذا یہ کہا جاسکتا ہے کہ اجتہاد کے عمل میں مصنوعی ذہانت کی ٹیکنالوجی کا پہلا استعمال ایک معاون کا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ ٹیکنالوجی فقیہ کو احکام الٰہی کے اخذ کرنے میں مدد دیتی ہے۔

مصنوعی ذہانت اور فقہی احکام کی اخلاق کے ذریعہ پیمائش

تمہید کے طور پر عرض کرنا چاہیے کہ دین کے سلسلہ میں ایک بنیادی سوال یہ ہے کہ مذہب اور اخلاق کا آپس میں کیا تعلق ہے؟ کیا مذہبی قوانین اور اخلاقی اور عادلانہ اصولوں اور قواعد میں فرق کیا جاسکتا ہے؟ مذہبی تعلیمات پر غور و فکر اس بات کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ اس طرح کے نظریہ کی تائید نہیں کی جاسکتی کیونکہ امامیہ کے نظریہ کے مطابق شریعت کے قوانین میں ذاتی حسن و قبح پایا جاتا ہے اور اصولی طور پر ان قوانین کے اخلاقی مقاصد ہیں۔

مثال کے طور پر، جیسا کہ قرآن میں بیان کیا گیا ہے، نماز کا مقصد برے کاموں سے روکنا ہے[۱]۔ اس کے علاوہ، بعض مذہبی متون کے مطابق، اخلاقی نظام کی اصلاح کو مذہب کا حتمی مقصد قرار دیا گیا ہے۔

مذہب اور اخلاقیات کے درمیان ناقابل تردید تعلق اور ان دونوں کے باہمی اثر و رسوخ کے پیش نظر، ہر وہ چیز جو مذہب سے منسوب ہے اور اسے مذہبی حکم کے طور پر پیش کیا جاتا ہے، اخلاقی معیارات کے مطابق ہونا چاہیے لہٰذا فقیہ کے لیے ضروری ہے کہ وہ استنباط احکام کے مرحلے میں علم اخلاق اور اس کے تقاضوں کی طرف توجہ کرے اور اخلاقی اصولوں کے ساتھ اس کی مطابقت پر غور کرے۔

ان سب باتوں کو مد نظر رکھتے ہوئے یہ کہا جاسکتا ہے کہ اخلاقیات اور فقہی فتوی میں ٹکراؤ کے احساس ہونے کی صورت میں، مصنوعی ذہانت فقیہ کی مدد کرسکتی ہے۔ اس صورت میں، مصنوعی ذہانت اخلاقی تعلیمات کا جائزہ لیتے ہوئے فقیہ کو بتاسکے گی کہ اس کا جاری کردہ فتویٰ اخلاقیات سے متصادم ہے یا کلی طور پر یہ تجزیہ کرے گی کہ اس طرح کے فتوے میں کیا کمزوریاں ہیں اور اسے کس نقطہ نظر سے غیر اخلاقی سمجھا جارہا ہے۔

مثال کے طور پر غیر مسلم اہل کتاب کی دیت کی رقم کا فقہی حکم پیش کیا جاسکتا ہے۔ اس تناظر میں بعض روایات کی بنیاد پر اس نتیجے پر پہنچا جاسکتا ہے کہ اہل کتاب کی دیت کی رقم مسلمانوں کے برابر نہیں ہے بلکہ بہت کم ہے۔ اسی مسئلہ کو مختلف اخلاقی اور معاشرتی پہلوؤں سے پرکھا جاسکتا ہے۔ ظاہر ہے، اس

۱- کیونکہ خدا نے فرمایا ہے: ''بے شک نماز بے حیائی اور فریب سے روکتی ہے'' (عنکبوت (۲۵))

میدان میں علم فقہ، مصنوعی ذہانت کا استعمال کر سکتا ہے۔ اور اس طرح فقیہ اپنے فتاویٰ کو زمانے کے تقاضوں کے مطابق ہم آہنگ کر سکتا ہے۔

آیت اللہ خامنہ ای حکومت کے سربراہ ہونے کے ناطے عملی طور معاشرے اور شہریوں سے رابطہ میں ہیں اور ان کا ایک مشہور فتوی ہے جسے ایرانی قانون میں بھی لحاظ رکھا گیا ہے جس میں کہا گیا ہے کہ اسلامی جمہوریہ ایران کے آئین کے تسلیم شدہ مذہبی اقلیتوں پر جرائم کی دیت، قائد انقلاب اسلامی کے حکومتی نقطہ نظر کی بنیاد پر، مسلمانوں کی دیت کے برابر مقرر کی گئی ہے جو کہ امامیہ فقہ میں رائج نظریے کے برعکس ہے۔

مصنوعی ذہانت (AI) اور مستحدثہ مسائل

علوم کی روز افزوں ترقی اور انسانی معاشرے کے جدید تقاضوں نے علم فقہ کے سامنے نئے مسائل کھڑے کر دیے ہیں جن کا جواب دینے کے لیے متعدد مبانی اور مفروضات کو سمجھنے کی ضرورت ہے، اور ان مبانی کو سمجھے بغیر بہت سے سوالات کا واضح جواب نہیں دیا جا سکتا۔ البتہ ایک معنی میں جدید مسائل کی بحث موضوع شناسی کے تحت آتی ہے؛ لیکن اس وجہ سے کہ ان میں سے بہت سے مسائل نئے ہیں اور تاریخ فقہ میں ان کی کوئی مثال موجود نہیں ہے نتیجتاً ان کے بارے میں کوئی شرعی حکم بھی موجود نہیں ہے اس لئے ان کا الگ سے تذکرہ ضروری ہے۔

مستحدثہ مسائل ان مسائل کو کہا جاتا ہے جن کے بارے میں کتاب و سنت میں کوئی حکم نہیں ملتا۔ دوسرے لفظوں میں، مستحدثہ مسائل وہ مسائل ہیں جن کا یا تو شرعی متون میں کوئی سراغ نہیں ملتا، جیسے جنس کی تبدیلی اور مصنوعی طریقہ سے حمل ٹھہرانا، یا یہ کہ سابقہ حکم کے بعض قیود کی تبدیلی نے اس موضوع کو نئے مسائل کے زمرے میں لا کھڑا کیا ہے؛ جیسے خون کا معاملہ، جو ماضی میں اپنی نامعلوم نوعیت اور کارکردگی کی وجہ سے کسی خاص حکم میں شامل ہوتا تھا[۱]۔

۱- مکارم شیرازی، ناصر ، دائرۃ المعارف فقہ مقارن، ص ۴۶۰

ایسا لگتا ہے کہ ایک اور موضوع جس میں مصنوعی ذہانت (AI) فقیہ کی مدد کر سکتی ہے وہ یہی مستحدثہ مسائل اور موضوعات ہیں کیونکہ مصنوعی ذہانت (AI)، فقیہ کو بہت سے مسائل جیسے جنس کی تبدیلی، مصنوعی طریقہ سے حمل ٹھہرانا، کرائے کی کوکھ وغیرہ کے بارے میں جامع معلومات فراہم کرنے کے قابل ہو گی اور اس قسم کے بہت سے مسائل کے موضوع کو اس کے لیے واضح کر دے گی۔ جدید موضوعات میں مصنوعی ذہانت (AI) کے استعمال کی حد، توقعات سے کہیں زیادہ وسیع ہو سکتی ہے۔ مثال کے طور پر، یہ ٹیکنالوجی فقیہ کو بتا سکتی ہے کہ بچے پیدا کرنے جیسے مسئلے میں فقیہ کو فتویٰ صادر کرنے میں کن امور کو مد نظر رکھنا چاہیے، یا مثال کے طور پر آج کی دنیا میں زیادہ بچوں کے کیا فوائد اور نقصانات ہیں، اور ان مباحث میں کن باتوں کو مد نظر رکھنا چاہیے، یا یہ کہ ماہرین عمرانیات اور ماہرین آبادیات اس مسئلے کا تجزیہ کیسے کرتے ہیں۔ یہ ٹیکنالوجی مختلف ممالک کے موسم، جغرافیہ، معاشی حالات اور آبادیاتی اور سیاسی ضروریات کو مد نظر رکھتے ہوئے، آبادی کے مسئلے کا عینیت کے ساتھ اور جزوی طور پر درست تجزیہ کر سکتی ہے اور اس طرح، فقہی فتاویٰ کے کارآمد اور اپڈیٹ ہونے کا سبب بن سکتی ہے۔

البتہ بعض فقہاء کے آراء میں علوم کے اعداد و شمار کے استعمال کی مثالیں ملتی ہیں؛ لیکن مصنوعی ذہانت (AI) کے داخل ہونے سے ایسا نقطہ نظر روز بروز دقت نظر، رفتار اور چستی سے لطف اندوز ہو سکتا ہے۔ مثال کے طور پر، جنس کی تبدیلی کے مسئلے میں بعض فقہاء کے بیانات سے یہ نتیجہ حاصل ہوتا ہے کہ اگر کوئی شخص واقعی یہ محسوس کرے کہ اس کا تعلق مخالف جنس سے ہے اور یہ امر واقع میں ممکن ہو (ایسی صورت حال جس میں فرد اپنی تمام موجودہ خصوصیات کے ساتھ اپنی جنس سے مخالف جنس میں تبدیل ہو جائے)، تو اس صورت میں اس کی جنس کی تبدیلی میں کوئی حرج نہیں ہے[1]۔

یہ واضح ہے کہ ایسے معاملے کی تصدیق صرف علم فقہ اور خود فقیہ کے ذریعے ممکن نہیں ہے بلکہ اس کے لیے مختلف متنوع علوم سے مدد لینے کی ضرورت ہے جس میں مصنوعی ذہانت (AI) معلومات کی پروسیسنگ اور تجزیہ کے ذریعے فقیہ کی مدد کر سکتی ہے۔ مثال کے طور پر، مذکورہ مثال میں علم طب اور جنس کی تبدیلی کروانے کے بعد جنسی کارکردگی کا جائزہ اور جنس کی تبدیلی کے بعد نئی جنسی شناخت کی

۱- خمینی، روح اللہ، تحریر الوسیلہ (ج ۴) ص ۴۸۰

مطابقت کی سطح جیسے امور کا مطالعہ کیا جا سکتا ہے بلکہ ان کا مطالعہ کیا جانا چاہیے۔ اس مسئلے کا اخلاقی، سماجی، نفسیاتی اور قانونی نقطہ نظر سے بھی دقیق تجزیہ کیا جانا چاہیے جیسے کہ وراثت کا تعین وغیرہ کیسے کیا جائے، اور یہ بات بخوبی واضح ہے کہ چونکہ ایسی عمیق تحقیق خود فقیہ کے لئے آسان کام نہیں ہے اس لیے ان معاملات میں مصنوعی ذہانت (AI) کی ٹیکنالوجی کا استعمال بہت موثر ہو سکتا ہے اور کام کی درستگی اور رفتار میں بھی نمایاں اضافہ ہو سکتا ہے۔

نتیجہ

مذکورہ بالا مطالب کے مد نظر، مصنوعی ذہانت (AI) ایک ایسا نظام ہے جو اپنے ارد گرد کے ماحول کو سمجھ سکتا ہے اور پھر اس فہم کی بنیاد پر فیصلہ کر سکتا ہے۔ یہ کہا جا سکتا ہے کہ مصنوعی ذہانت (AI) انسانی ادراکی صلاحیتوں کی تقلید کرنے اور ان صلاحیتوں کو بروئے کار لا کر انسان کی مدد کرنے والی ہے۔ یہ کسی پر پوشیدہ نہیں کہ آج کل مصنوعی ذہانت (AI) انسانی زندگی کے تمام پہلوؤں میں داخل ہو چکی ہے اور آج کی دنیا میں مصنوعی ذہانت (AI) نے بہت سے جدید علوم میں اپنا ایک خاص مقام حاصل کر لیا ہے۔ ایسا لگتا ہے کہ اسلامی الہیات سے متعلق علوم بھی اس قاعدے سے مستثنیٰ نہیں ہو سکتے۔ پس ضروری ہے کہ یہ علوم بھی مصنوعی ذہانت (AI) کے ساتھ تعامل کریں اور اس ٹیکنالوجی سے اپنی پیشرفت کے لئے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھائیں۔

موجودہ تحریر نے پہلے علم فقہ میں مصنوعی ذہانت (AI) کے استعمال کی ضرورت پر توجہ دی اور یہ نتیجہ اخذ کیا کہ مصنوعی ذہانت (AI) فقاہت اور اجتہاد کے عمل کی تکمیل کر سکتی ہے، بلکہ یہ دعویٰ کیا جا سکتا ہے کہ صحیح اور موثر اجتہاد صرف وسیع النظری اور اس سلسلے میں مختلف علوم کے تخصصی اعداد و شمار کے استعمال کی روشنی میں ممکن ہو گا کیونکہ نئے موضوعات اپنی بے پناہ پیچیدگی کی وجہ سے ٹیکنالوجی کے ذریعے ایک خاص شناخت کے محتاج ہیں اور فقیہ، فقہی حکم کے استنباط میں مصنوعی ذہانت (AI) کی ٹیکنالوجی کو ایک آلہ کے طور پر استعمال کر سکتا ہے۔ علم فقہ کی ماہیت اور مصنوعی ذہانت (AI) کے ابعاد پر غور کرنے سے علم فقہ اور مصنوعی ذہانت (AI) کے درمیان تین قسم کے تعلق اور تعامل کی شناخت کی جا سکتی ہے۔ پہلا نمونہ موضوعات کی شناخت کے سلسلہ میں مصنوعی ذہانت (AI) کے اعداد و شمار کا استعمال

ہے۔اس وضاحت کے ساتھ کہ فقیہ کو شرعی حکم دریافت کرنے کے عمل میں ابتدائی طور پر اور پہلے مرحلے میں احکام کے موضوعات کے بارے میں آگاہی اور معلومات حاصل کرنے کی طرف جانا چاہیے۔ اس سلسلے میں مصنوعی ذہانت (AI)، معلومات کے اس حصہ کو جو فقیہ کے لیے موضوع کو واضح کرنے کا باعث بنتا ہے اس کے لیے واضح کر سکتی ہے۔

فقہ اور مصنوعی ذہانت (AI) کے بیچ تعامل کی دوسری صورت فقہی احکام کو اخلاق کے ساتھ منطبق کرنا ہے؛ اس وضاحت کے ساتھ کہ مصنوعی ذہانت (AI) ان مواقع پر جہاں یہ محسوس ہوتا ہے کہ اخلاق اور فقہی فتویٰ کے درمیان تضاد پیدا ہو گیا ہے، اخلاقی تعلیمات سے فائدہ اٹھاتے ہوئے فقیہ کو دکھا سکتی ہے کہ آیا اس کا صادر کردہ فتویٰ اخلاق سے متصادم ہے یا نہیں۔ فقہ کی مصنوعی ذہانت (AI) کے ساتھ تعامل کی تیسری قسم جدید مسائل ہیں؛ کیونکہ مصنوعی ذہانت (AI) فقیہ کو بہت سے مسائل جیسے جنس کی تبدیلی، مصنوعی طریقہ سے حمل ٹھہرانا، کرائے کی کوکھ وغیرہ کے بارے میں جامع معلومات فراہم کرنے کے قابل ہو گی اور اس قسم کے بہت سے مسائل کے موضوع کو اس کے لیے واضح کر دے گی اور اس طرح فقہی فتوی کارآمد اور اپ ڈیٹ ہو سکے گا۔

منابع و مآخذ

- قرآن کریم
- نہج البلاغہ
- تشکری، ابوذر و رجبی، محمود، بررسی توان رقابت ہوش مصنوعی با ذہن انسان از منظر قرآن، قرآن شناخت، ۱۳۹۷ش
- خمینی، روح اللہ، تحریر الوسیلہ، دفتر انتشارات اسلامی، قم، ۱۴۲۵ق
- طباطبائی، سیدہ فاطمہ و بینش بہ نیا، الہہ، حکم تکلیفی بہ کارگیری ہوش مصنوعی بہ عنوان قاضی از منظر فقہ امامیہ، حقوق اسلامی، ش ۴، ۱۴۰۱ش
- فنائی، ابوالقاسم، جایگاہ موضوع شناسی در اجتہاد، نقد و نظر، ش ۵، ۱۳۷۴ش
- مطہری، مرتضیٰ، آشنایی باعلوم اسلامی، صدرا، تہران، ۱۳۸۱ش
- مظفر، محمد رضا، اصول الفقہ، مرکز النشر، قم، ۱۴۱۷ق

- مکارم شیرازی، ناصر ، دائرۃ المعارف فقہ مقارن، مدرسہ امام علی (ع)، قم، ۱۳۸۵ش
- نائینی، محمد حسین، فوائد الاصول، جامعہ مدرسین، قم، ۱۳۷۶ش
- نجفی، محمد حسن، جواہر الکلام، دار إحیاء التراث العربی، بیروت، ۱۴۰۴ق